۴۔ اذان اور قرآن میں ذکرِ رسولؐ پر درود۔ کتاب و سنت کا پیرایۂ بیان

ضلع گوجرانوالہ سے جناب رشید عراقی صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

۱۔ میں نے لوگوں کو اذان اور تکبیروں میں "اشھد ان محمدا رسول اللہ" کے موقع پر صلی اللہ علیہ وسلم کہتے سنا ہے۔ اشھد کے جواب میں وہی کلمہ کہا جائے یا صلی اللہ علیہ وسلم؟ علامہ گوندلوی مدظلہ العالی کا ارشاد ہے کہ جواب میں صرف وہی کلمہ کہا جائے جو مؤذن کہے، بعض کہتے ہیں چونکہ حضورؐ کے نام کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا حکم آیا ہے لہٰذا اب صلی اللہ علیہ وسلم کہنا چاہیے۔ صحیح کیا ہے؟

۲۔ کتابچہ "مولانا مودودی کے غلط نظریات مع ضمیمہ" پر آپ کا تبصرہ پڑھا جس پر حافظ صاحب کے اختلافی نوٹ بھی نظر سے گزرے۔ کیا آپ محدث کے ذریعے کتاب و سنت سے یہ وضاحت پیش فرمائیں گے جس میں کسی پیش آمدہ صورتِ حال کے لیے ایسا پیرایۂ بیان اختیار کیا گیا ہو؟ (مختصراً)

الجواب

صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحیح یہ ہے کہ "اشھد ان محمدا رسول اللہ" کے جواب میں اشھد ان محمدا رسول اللہ ہی کہا جائے کیونکہ حضورؐ کا یہی حکم ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول (رواہ مسلم)

جس حدیث میں حضورؐ کا نام سن کر درود پڑھنے کا ذکر آیا ہے، اس کا یہاں اطلاق صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس مقام پہ خود رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصریح فرما دی ہے کہ کلمہ کے جواب میں کلمہ ہی پڑھا جائے۔ کما مر۔ اس لیے حکم عام سے یہ حکم خاص ہو گیا ہے۔ قال الشوکانی۔

انہ یقدم ما کان فیہ التصریح بالحکم علی ما لم یکن کذلک (ارشاد الفحول)

کیونکہ استنباط کا درجہ صراحت سے کم ہوتا ہے۔ حضورؐ کا نام سن کر درود پڑھنے کا حکم عام ہے، لیکن "اشھد" میں خاص ہے۔ اگر اپنے مقام پر یہ خاص حکم وارد نہ ہوتا تو پھر وہی بات رہتی جو کہی جا رہی ہے یعنی اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہم کہتے۔

رسولِ پاک کا اسمِ گرامی سن کر اور پڑھ کر درود پڑھنا ویسے بھی اپنے عموم پر نہیں رہا اور نہ اس عموم کو اسلاف نے اپنایا ہے کیونکہ کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں یہ مشروع ہی نہیں ہے۔ مثلاً خود مؤذن کو بھی "اشھد ان محمداً رسول اللہ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم" ضرور کہنا چاہیے تھا حالانکہ یہ یہاں مشروع نہیں ہے۔ امام ابن القیمؒ لکھتے ہیں۔

الرابع انه لو وجبت الصلوٰة علیه عند ذکره دائما لوجب علی المؤذن ان یقول اشهد ان محمدا رسول الله صلی الله علیه وسلم وهذا لایشرع له فی الاذان فضلا ان یجب علیه (جلاء الافهام ص۳۲۹)

ہاں اذان کے بعد درود پڑھنا مشروع ہے، حضورؐ کا یہی ارشاد ہے:۔

یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی (مسلم)

ہاں بعض روایات میں "جب مؤذن اذان کہے" کے الفاظ آئے ہیں کہ مؤذن اذان دے تو تم یوں کہو .... صل علی محمد الحدیث رواہ احمد وغیرہ لیکن اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے جو ضعیف ہے۔ چونکہ یہ روایت مجمل ہے، اس لیے اسے بھی محدثین نے پہلی حدیث پر محمول کیا ہے کہ اذان کے خاتمہ پر درود پڑھا جائے۔ قال السخاوی:۔

لکن یحتمل ان یکون المراد من النداء اتمامه اذالمطلق یحمل علی الکامل ویؤیده الحدیث الذی قبله (القول البدیع ص۱۲۱)

بات یہاں محل و موقع کی ہے، جس چیز کا جو محل اور موقع رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کر دیا ہے اس سے انحراف کارِ ثواب نہیں ہو سکتا۔ ظہر کی نماز ظہر کے وقت ہی پڑھی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ صبح کے وقت پڑھی جائے تو قبول نہیں ہو گی حالانکہ کہا جا سکتا ہے کہ نماز ہی تو ہے، کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ مگر ایک ہوشمند ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ اس لیے یوں سوچنا کہ یہ کارِ ثواب ہی تو ہے۔ پڑھ لیا جائے تو کیا حرج ہے؟ کیونکہ یہ کام رسولِ خدا کا ہے کہ وہ بتائیں کہ یہ کارِ ثواب کس طرح اور کس موقع پر ہو سکتا ہے؟

خاص اسلوبِ بیان۔ مثلاً

۱۔ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۲۸ حشر۱)

"جو بھی اپنی طبیعت کے بخل سے بچا لیا جائے، تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

یہ انداز طبعی بخل کی سنگینی اور اس سے بچ جانے کی اہمیت کے لیے اختیار کیا گیا ہے